مرثیہ

طغریٰ نویسِ دفترِ مدحِ امام ہوں

امام حسینؑ

تعدادِ بند...۵۸

امام حسینؑ

طغرائی نویسِ دفترِ مدحِ امام ہوں
صورت گرِ عناصرِ حُسنِ کلام ہوں
لوحِ تعینات پہ نقشِ دوام ہوں
ناظم ہوں اور نظم کا خود اک نظام ہوں
سو رنگ سے جو کاشفِ اسنادِ نظم ہوں
مانی بھی مان جائے کہ بہزادِ نظم ہوں

حسّانِ بارگاہِ شہِ خاص و عام ہوں
بزمِ ادب میں نامِ خدا نیک نام ہوں
کس طرح میں نہ لائقِ صد احترام ہوں
مدحت میں جبرئیل کا قائم مقام ہوں
خلعت ملا ہے نظم کو حُسنِ قبول کا
رفعت کی ہے دلیل یہ منبر رسولؐ کا

دن ہو کہ رات لب پہ ثنائے حسینؑ ہے
گویا زباں دہن میں برائے حسینؑ ہے
یہ زورِ طبع اجرِ ولائے حسینؑ ہے
یہ قدرتِ کلام عطائے حسینؑ ہے
مختص ہے ذکرِ شاہ سے ذوقِ ادب مرا
کیوں کر نہ تاجدارِ سخن ہو لقب مرا

وقفِ ثنائے بادشہِ کربلا ہوں میں
گو بے نوا ہوں، قدسیوں کا ہمنوا ہوں میں
دل کی زباں سے ذاکرِ آلِ عبا ہوں میں
بنتِ رسولِؐ حق کی مؤثر دعا ہوں میں
اوجِ فلک سے مرتبۂ بدر پوچھئے
رومالِ فاطمہؑ سے مری قدر پوچھئے

باصد شعور ذاکرِ آلِ رسولؐ ہوں
کرتا ہوں میں ثنا سی ثنا، با اصول ہوں
دنیا ہو ناشناس تو میں کیوں ملول ہوں
خوش ہوں کہ عندلیبِ ریاضِ بتولؑ ہوں
تعریف کی طلب نہ تمنا ہے داد کی
پروا ہے صرف آلِ محمدؐ کے صاد کی

مداح اُن کا ہوں جو ہیں ممدوحِ کردگار
میرا بھی کیا عجب جو فرشتوں میں ہو شمار
میری ثنا گری کا نہیں داد پر مدار
بے لوث مدحِ آلِ نبیؐ ہے مرا شعار
نام و نمود سے نہ سیاست سے کام ہے
بندہ ہوں اہلِ بیت کا مدحت سے کام ہے

قائم ہے راستی پہ تفکر کا زاویہ
لکھتا ہوں مرثیہ تو بہ عنوانِ مرثیہ
کیوں مدح پر لگاؤں سیاست کا حاشیہ
شعر و سخن میں تنگ نہیں میرا قافیہ
کیا واسطہ خودی کا ثنائے امامؑ سے
کارِ خدا محال ہے افکارِ خام سے

محتاجِ آبِ داد نہیں ہے سخن کی کشت
اتراؤں بل پہ غیر کے، میری نہیں سرشت
دوزخ کا حکم رکھتا ہے یہ خطِ سرنوشت
"رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت"
دریا جو آپ سے نہ رواں ہو وہ خشک ہے
عطّار کے بغیر جو مہکے وہ مشک ہے

فیضانِ بابِ علم سے کس شے کی ہے کمی
موزوں ہے طبع، ذہن رسا، فکر ہے قوی
بغض و حسد سے پاک ہے صحت دماغ کی
کرتا نہیں میں قوتِ بازو سے شاعری
مداح سب ہیں ایک کہ ممدوح ایک ہے
پیکر جدا جدا ہیں مگر روح ایک ہے

ہر مدح خواں کا ہم کو مقدّم ہے احترام وہ بھی غلام انھیں کے ہیں جن کے ہیں ہم غلام
کلکِ ثنا کو سمجھیں اگر تیغ بے نیام بھٹکے گی وادیِ عصبیت میں فکرِ جام
یہ بزم بزمِ خسروِ عالم پناہ ہے
مجلس کو رزم گاہ سمجھنا گناہ ہے

اربابِ فن ہزار کریں صرف نحو و صرف کوہِ سخن پہ لاکھ جمے صنعتوں کی برف
خالی اگر خلوص کی مے سے ہے دل کا ظرف حق تو یہ ہے کلام پہ آتا ہے ان کے حرف
اپنوں سے معرکہ یہ کہاں کا جہاد ہے
شامل خطا ہے جس میں یہ وہ اجتہاد ہے

کرتا ہوں مدح، مدح کا عنواں نظر میں ہے عترت کا ذکر لب پہ ہے، قرآں نظر میں ہے
دنیا کا لطف اور نہ احساں نظر میں ہے گر ہے تو صرف مرضیِ یزداں نظر میں ہے
رفرف کی سب ہے شان قلم کے کمیت میں
معراج کی ہے بات مری بیت بیت میں

وردِ زباں ثنائے شہِ خاص و عام ہے دل مطمئن ہے، کام سے بس اپنے کام ہے
جس میں نہیں کلام وہ میرا کلام ہے مداحِ اہل بیت ہوں کرّار نام ہے
بچپن سے ہے امینِ سخن پروری زباں
ہے مدحِ اہل بیت مری مادری زباں

جز اہل بیت مدح سرائی کے باب میں جچتا نہیں کوئی نگہِ انتخاب میں
زر کس شمار میں ہے غنی کس حساب میں دل بادشہ ہے بندگیِ بوترابؑ میں
دامن میں اپنے فقر کی دولت لئے ہوئے
بوذر صفت ہوں زر سے کنارہ کئے ہوئے

ہے مرکزِ خیال جو خیر الورا کی آل پرواز ہے خیال کی تا عرشِ ذوالجلال
تائیدِ اہل بیتِ نبیؐ ہے شریکِ حال حاصل ہے وہ کمال کہ جس کو نہیں زوال
ہے روشنی چراغِ بصیرت کی دور تک
اک ضو ہے لاشعور سے باہم شعور تک

اللہ رے بارگاہِ شہنشاہِ کربلا شافی نے اس کے ذرّوں کو دی قوتِ شفا
وابستہ اس کی خاک سے ہے زہد و اتقا اس ارضِ پاک پر ہے فضیلت کی انتہا
یہ سرزمیں حسینؑ نے سر دے کے پائی ہے
روضہ نبیؐ کا چھوڑ کے بستی بسائی ہے

رفعت میں آسماں سے فزوں تر ہے یہ زمیں پرتو سے نورِ حق کے منور ہے یہ زمیں
صد افتخارِ کعبۂ داور ہے یہ زمیں دینِ محمدیؐ کا مقدر ہے یہ زمیں
مردانِ حق شناس کی آرام گاہ ہے
اب تک خدا کے دین کی جائے پناہ ہے

وہ کربلا جو مرکزِ اہلِ نگاہ ہے جو رفعتوں میں عرشِ علا کی کلاہ ہے
قدسی ہیں سر بہ سجدہ یہ وہ بارگاہ ہے یوسفؑ کو آج تک اسی کنعاں کی چاہ ہے
یاں ضبطِ غم محال ہے ایوبؑ کی قسم
دل رو رہے ہیں گریۂ یعقوبؑ کی قسم

ایثار و سرفروشی و جانبازی و وفا احسانِ فرض، جوشِ عمل، جذبۂ ولا
صبر و شکیب، صدق و صفا، زہد و اتقا مل جائیں سب تو ملتی ہے تصویرِ کربلا
ہے اک سدا بہارِ گلستاں شعور کا
آیات سے سجا ہوا قرآں شعور کا

ارباب حق پرست کی منزل ہے یہ زمیں　　تخلیقِ کائینات کا حاصل ہے یہ زمیں
کعبہ پکارتا ہے مرا دل ہے یہ زمیں　　سجدے کرو سجود کے قابل ہے یہ زمیں
قبلہ خدا کا گھر ہے تو قبلہ نما ہے یہ
اے خوگرانِ طاعتِ رب، کربلا ہے یہ

اس در سے آج تک کوئی خالی پھرا نہیں　　جز اس کے بینِ بندہ و رب، واسطہ نہیں
نا آشنا اثر سے کسی کی دعا نہیں　　کہہ دے کوئی کہ دل سے جو مانگا ملا نہیں
قبلِ سوال دولت بے انتہا ملے
پوری نہ ہو دعا کہ دُرِ مدّعا ملے

قائم ہیں اس زمیں پہ بہتّر نشانِ حق　　ہر روضہ ہے شعور کے مصحف کا اک ورق
دیوار و در سے ملتا ہے ایثار کا سبق　　دارالعلوم بن گیا اک دشتِ لق و دق
اک سلسلہ سراجِ حقیقت کے نور کا
سنگم بنا ہوا ہے شعار و شعور کا

یہ وہ تھے جن پہ ختم ہوئی نصرتِ خدا　　حق کوش و حق پرست و حق آثار و حق نما
محسن انہیں سمجھتے تھے محبوب کبریا　　ان سب کے حق میں ثانیٔ زہراؑ نے کی دعا
حق کے نقیب، خاصۂ حق کے ندیم تھے
یہ سب شریکِ مقصدِ ذبحِ عظیم تھے

مسدود بابِ امن جو شیطاں نے کر دیا　　مشکل کو سہل لشکرِ یزداں نے کر دیا
نرغہ جو دیں پہ دشمنِ ایماں نے کر دیا　　سامانِ زیست بے سروساماں نے کر دیا
توڑا ہے زعم کثرتِ افواجِ شام کا
خلعت پہن لیا ہے بقائے دوام کا

طوفاں سے پار دیں کا سفینہ لگا دیا　　آنکھوں کو نور بخش کے بینا بنا دیا
عزت کی زندگی کا قرینہ بتا دیا　　مرنے کا ڈھنگ، ڈھنگ سے جینا سکھا دیا
دنیائے آگہی پہ ہے احسانِ کربلا
انسانیت فدائے دبستانِ کربلا

اللہ رے شکوہ زہے شانِ کربلا　　روحِ ظفر تھا لشکرِ سلطانِ کربلا
کیا بات کے دھنی تھے جوانانِ کربلا　　جیتا ہے جان ہار کے میدانِ کربلا
سالک رہِ صواب کے یہ عمر بھر رہے
جب تک جیے امامؑ زماں کی سپر رہے

جو حسنِ کُن فکاں کا ہے زیور وہ کربلا　　جو ہے کمالِ صنعتِ داور وہ کربلا
رضواں ہے جس کی شان سے ششدر وہ کربلا　　جو کل بلندیوں سے ہے برتر وہ کربلا
خم اس زمین کے سامنے دارالنعیم ہے
دامن پہ فرشِ خاک کے عرشِ عظیم ہے

شمعِ حریمِ لم یزلی، رہنما حسینؑ　　روشن سراجِ جادۂ صبر و رضا حسینؑ
راہِ وفا میں کشتۂ تیغِ جفا حسینؑ　　بعدِ فنا بھی زینتِ لوحِ بقا حسینؑ
ہو گا یہی شعور کا انداز حشر تک
گونجے گی ''یا حسینؑ'' کی آواز حشر تک

بعدِ رسولؐ ہادیٔ ثالث حسینؑ ہے　　کل انبیا کی شان کا وارث حسینؑ ہے
گو مبتلائے سیلِ حوادث حسینؑ ہے　　اسلام کی حیات کا باعث حسینؑ ہے
نوکِ سناں پہ اوجِ شہادت ملا جسے
سر نذر کر کے تاجِ فضیلت ملا جسے

بندہ مگر ازل سے مشیّت کا راز داں   ربطِ دوام ممکن و واجب کے درمیاں
تبلیغِ حق کی جاں، متکلّم کا ہم زباں   ہر قولِ دل نشیں تو دل آویز ہر بیاں
مصروف ذکرِ حق میں جو یہ دیں پناہ ہو
منکر کے لب پہ اشھد ان لا الہ ہو

ہر دور میں جو حامی امت ہے وہ حسینؑ   سرنامۂ کتابِ شہادت ہے وہ حسینؑ
جس کی محبت اجرِ رسالت ہے وہ حسینؑ   رونا بھی جس پہ عینِ عبادت ہے وہ حسینؑ
پیاسے نے فیضِ عام کا دریا بہا دیا
طوفان جو اٹھا اُسے ساحل بنا دیا

ایوانِ ظلم و جبر کو مسمار کردیا   راہِ عمل کو خیر سے ہموار کردیا
انساں کو پھر اصول سے دوچار کردیا   خاکِ قدم کو معرفت آثار کردیا
خونِ جگر سے رنگ بہاروں میں بھر دیا
جنگل کو رشکِ گلشنِ فردوس کردیا

کی مور پر نظر تو سلیماں بنا دیا   ذرّے کو آفتابِ درخشاں بنا دیا
صد پارہ دل کو پارۂ قرآں بنا دیا   اک شب میں حُرؑ کو صاحبِ عرفاں بنا دیا
اعجاز کے سوا کہیں کیا اِس نگاہ کو
منزل پہ کھینچ لاتی ہے گم کردہ راہ کو

مثلِ رسولؐ فخرِ خلائق حسینؑ ہے   ہر عزّ و احترام کے لائق حسینؑ ہے
نورِ مبینِ طورِ حقائق حسینؑ ہے   دوشِ نبیؐ کے اوج پہ فائق حسینؑ ہے
رفعت کی انتہا ہے کہ رفعت کو ناز ہے
ایسا نگیں کہ مُہرِ بنوت کو ناز ہے

ماہِ تمام، باعثِ یدِ یمِ کرم   مختارِ خلق، فخرِ ملل، نازشِ امم
کس کو بجز حسینؑ و حسنؑ یہ ملا حشم   کتفِ نبیؐ پہ ناز سے رکھ دے اگر قدم
اترے یہ وحیٔ قبلۂ اربابِ ہوش پر
سجدے کو طول دو کہ نواسا ہے دوش پر

سر دے جو بات پر وہ دلاور حسینؑ ہے   خود اپنے جوئے خوں کا شناور حسینؑ ہے
نورِ نگاہِ ضیغمِ داور حسینؑ ہے   لاکھوں کے دل پہ وقتِ وغا در حسینؑ ہے
حاجت جہاد کی نہیں اس باوفا کے بعد
تیغِ خدا نیام میں ہے کربلا کے بعد

اسلام کی جو فتحِ مکمل ہے وہ حسینؑ   تاریخِ دیں کا بابِ مفصّل ہے وہ حسینؑ
حق کا جو اک ثبوتِ مدلل ہے وہ حسینؑ   باطل کا ہوش جس سے معطّل ہے وہ حسینؑ
طوفاں مخالفت کا اگر ہو تو روک دیں
نام اُس کا لیکے آج بھی باطل کو ٹوک دیں

مشکل کشائے خلقِ خدا، مردِ باخدا   امت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کا ناخدا
یہ ہے جدا خدا سے نہ اس سے جدا خدا   اس سے نبیؐ نبیؐ ہے، اسی سے خدا خدا
اصلِ اصولِ دیں بھی یہ ہے، دیں پناہ بھی
شاہد بھی، روحِ اشھد ان لا الہ بھی

دنیا ہے اس مسیح کی بیمار آج تک   مصروف ذکر میں ہیں عزادار آج تک
رہتا ہے در پہ مجمعِ زوّار آج تک   آباد ہے لُٹی ہوئی سرکار آج تک
مشتاقِ اذن شہ کے وفادار اب بھی ہیں
حاضر درِ حسینؑ پہ انصار اب بھی ہیں

عشقِ حسینؑ دیتا ہے جب دعوتِ سفر — زائر خوشی سے جھیلتے ہیں کلفتِ سفر
جاتے ہیں وہ بھی جن کو نہیں قدرتِ سفر — رحمت ہے زائروں کے لئے زحمتِ سفر
راضی ہیں گر نہ راہ میں راحت نصیب ہو
بس ارضِ کربلا کی زیارت نصیب ہو

زائر کا ہر قدم پہ خدا دستگیر ہے — پیہم نزولِ رحمتِ ربِّ قدیر ہے
نور ازل کی یاد سے روشن ضمیر ہے — خاکِ شفا سے زائرِ شہ کا خمیر ہے
پردیس میں یہ مرتبہ یہ شان دیکھئے
مہمانِ کربلا کے ہیں مہمان دیکھئے

زائر کے یہ شرف یہ مراتب خدا کی شان — برتر ملائکہ سے ہے اِس باوفا کی شان
مخصوص ہے صحابیِ خیر الورا کی شان — لیکن سوا ہے زائرِ کرب و بلا کی شان
دنیا میں ہیں شریک دعائیں بتولؑ کی
عقبیٰ میں ساتھ ہوگی شفاعت رسولؐ کی

کس درجہ سخت ہوگی وہ منزل حساب کی — حالت امید و بیم میں اک اضطراب کی
الفت نہ ساتھ دے گی کسی شیخ و شاب کی — کام آئے گی ولا خلفِ بوترابؑ کی
بس ہوگی کارگر تو محبت حسینؑ کی
مشکل کو حل کرے گی زیارت حسینؑ کی

قربت سے آفتاب کے ہوگا نہ اضطراب — سایہ کرے گی رحمتِ رب صورتِ سحاب
اِن کے سروں سے حشر میں پلٹے گا آفتاب — اللہ رے زائرینِ جگر بندِ بوترابؑ
حق ہے کہ جب ہو فیضِ جنابِ امیرؑ کا
بنتا ہے آفتاب کرہ زمہریر کا

محشر میں جمع ہوں گے یہ زوّارِ کربلا — جس طرح منعقد ہو کوئی مجلسِ عزا
اک تازہ حشر حشر میں ہوجائے گا بپا — حق سے جب استغاثہ کریں گی یہ فاطمہؑ
تو دادرس ہے داد طلب کرنے آئی ہوں
یا رب ترے حضور میں فریاد لائی ہوں

واقف ہے تو کئے ہیں جو اُمّت نے مجھ پہ جور — بعدِ نبیؐ بدل گئے آلِ نبیؐ سے طور
قرآں کا پاس تھا نہ احادیث پر تھا غور — کوشش یہی تھی ظلم ہو سادات پر کچھ اور
تبلیغِ دینِ حق کے محاسب ہوئے شقی
ہم سے قصاصِ بدر کے طالب ہوئے شقی

یوں ہم سے منحرف ہوئے وہ بانیِ جفا — بیٹی کا اپنے باپ پہ رونا بھی بار تھا
طوفان ابتلا کا یہیں تک نہ تھم سکا — احراقِ در کا ظلم ہوا مجھ پہ دوسرا
طاری ستمگروں پہ تھا عالم جنون کا
دامن پہ اب بھی داغ ہے محسنؑ کے خون کا

دارِ محن میں ہم پہ محن پر پڑا محن — گردن میں تیرے شیر کی باندھی گئی رسن
مسجد میں قتل ہوگیا خیبر کا صف شکن — زہرِ دغا کی نذر ہوا پھر مرا حسنؑ
یہ بغض تھا حسینؑ سے ہر بد خصال کو
کعبے میں بھی اماں نہ ملی میرے لال کو

کیا کیا مصیبتیں تھیں میں کیونکر کروں بیاں — آنکھوں میں پھر رہا ہے وہ عاشور کا سماں
وہ تین دن کی پیاس وہ سوکھی ہوئی زباں — بھالا ستم کا اور علی اکبرؑ سا نوجواں
بھولے ہوئے تھے یوں کلمہ گو اصول کو
سمجھے نہ احترامِ شبیہ رسولؐ کو

جانکاہ ہے شہادتِ اصغرؑ کی داستاں　　کتنا شدید باپ کی ہمت کا امتحاں
یارب کجا جہادؑ کجا طفلِ بے زباں　　بچپن میں یہ شعور کا انداز الاماں
وہ ظلم اُدھر کہ رو دیا ظالم چلا کے تیر
یہ جذب اِدھر کہ ہنس دیا بے شیر کھا کے تیر

اک حشر یوں تو داغ تھا ہر اک شہید کا　　تھا سب سے جاں گسل غمِ عباسؑ باوفا
ایسا وفا سرشت برادر کسے ملا　　پابندیوں میں رہ کے جو سر کر گیا وغا
یہ پاس تھا وفا کا دلِ حق شناس کو
آبِ رواں میں بھول گیا اپنی پیاس کو

اک دوپہر میں کٹ گیا لشکر ہزار حیف　　بچھڑے تمام ناصر و یاور ہزار حیف
صدمہ پسر کا، داغِ برادر ہزار حیف　　غم کس قدر تھے ایک جگر پر ہزار حیف
بیٹے بھتیجے بھانجے بھائی جدا ہوئے
تنہا رہے حسینؑ فدائی جدا ہوئے

وہ چار سمت نرغۂ افواجِ بد شعار　　تیغوں کی زد پہ ضیغمِ داور کا ورثہ دار
وہ ضعف اور وہ عزمِ قوی وقت کا زار　　جھکنا تعب سے جھک کے سنبھلنا وہ بار بار
ہر چند بھوک پیاس سے حالت تباہ تھی
اس کرب میں بھی مرضیٔ حق پر نگاہ تھی

اب تک وہ قتل گاہ کا نقشہ نظر میں ہے　　لٹتی ہوئی غریب کی دنیا نظر میں ہے
شدت وہ پیاس کی لبِ دریا نظر میں ہے　　بیکس کے گرد کثرتِ اعدا نظر میں ہے
سب درپئے قتالِ شہِ مشرقین تھے
دو لاکھ دشمنوں میں اکیلے حسینؑ تھے

کیا کیا غم و الم کا فسانہ بیاں کروں　　قاتل کا آستین چڑھانا بیاں کروں
خنجر گلوئے شہ پہ چلانا بیاں کروں　　زینبؑ کا سر کھلے نکل آنا بیاں کروں
غم سے نڈھال بالوں سے منہ ڈھانپتی ہوئی
صدمے سے کربلا کی زمیں کانپتی ہوئی

مر کے بھی چین پا نہ سکا فاطمہؑ کا لال　　لاشہ ہوا غریب مسافر کا پائمال
خیمے جلے اسیر ہوئی مصطفیٰؐ کی آل　　توڑے گئے وہ ظلم کہ جینا ہوا وبال
وہ سیلیاں سکینہؑ کے رخسار کے لئے
وہ اہتمام طوق کا بیمار کے لئے

یارب میں ساتھ لائی ہوں مظلوم کی قبا　　ٹوٹی کمر میں جو کہ بندھی تھی وہی ردا
حربوں سے چاک چاک ہوئی تھی جو وہ عبا　　ہاتھوں میں ہے مرے وہی عمامہ خوں بھرا
پوشاک لٹ گئی تھی یہی میرے لال کی
اب تک ہے اس میں بو مرے یوسف جمال کی

کرّار بس کہ دل پہ ہے اب یورشِ الم　　خالق سے کر دعا کہ نہ جوشِ ولا ہو کم
نکھرے شعارِ مدح، بڑھے قوتِ رقم　　میں ہوں، یہ دل ہو اور شہِ کربلا کا غم
دل میں شعورِ غم سے سدا روشنی رہے
بندے کی بات راہِ خدا میں بنی رہے

☆----☆----☆----☆----☆